بسم اللہ االرحمن الرحیم

الصلوۃ واالسلام علیک یا رسول اللہ

وعلی آلک و اصحابک یا نبی اللہ

لعنت اللہ علی الکاذ بین

حدیث نجد

امام بخاری رحمۃ الباری اپنی صحیح بخاری میں حدیث بیان کرتے ہیں۔

نبی کریم الروف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی----------

اے اللہ ۔ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمارے نجد میں۔ تو رسول اللہ نے پھر یہ دعا ۔اے اللہ

ہمارے شام میں برکت عطا فرما۔اے اللہ ہمارے یمن میں برکت عطا فرما۔صحابہ نے پھر عرض کی ہمارے نجد میں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں ۔مجھے گمان ہے کہ تیسرے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔۔وہاں زلزلے اور فتنے ہیں اور وہیں سے شیطان کا سینگ طلو ع ہو گا۔

اب مسلم شریف اور بخاری شریف کی متفہ حدیث

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔آگاہ ہو جائو کہ ایمان اس طرف ہے اور شقاوت وسنگدلی ٥مدینہ طیبہ سے مشرقی جانب٥

قبیلہ ربیعہ و مضر میں ہے۔ جو اونٹوں کی دموں کے پیچھے ہانکتے جاتے ہیں۔جہاں سے شیطان کے دو سینگ نکلیں گے۔

دو سینگ کون سے ہیں۔؟؟؟

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمررضی اللہ فرماتے ہیں۔

کہ میں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف اشارہ فرمارہے تھے۔یا یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے۔کہ بے شک فتنہ اس طرف ہے۔خبردار بے شک فتنہ اس طرف ہے۔سن لو یقیناً فتنہ اس طرف ہے جہاں سے شیطان اپنے دو سینگ

نکالے گا۔

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۴۹۸۰)

دو سینگ کون سے ہیں۔؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

1 قبیلہ ربیعہ سے ابن سعود خبیث

2قبیلہ مضر سے ابن عبد الوھاب نجدی لعنتی

نجد کی تعریف

نجد کا محل وقوع

سید سلیمان ندوی نجد کے متعلق لکھتے ہیں۔

۱۔

نجد وسط عرب میں ایک سرسبز و شاداب اور بلند و فراز قطعہ ملک ہے۔سطح آب سے ۱۲۰۰ میٹر بلند ہے۔اور تین طرف سے بے آب و گیاہ صحرائوں سے محیط ہے۔اس لئے وہ اجنبی اثرو اقتدار اور بیرونی آمدرنت سے محفوظ ہے اس کے شمال میں صحرائے شام،مغرب میں صحرائے حجاز،مشرق میں صحرائےے دہنا اور جنوب میں صوبہ یمامہ ہے۔

تاریخ ارض القرآن صفحہ ۷۶ حصہ اول

۲۔

نجد سعودی حکومت کا وسطی صوبہ ہے۔ جو که تیره لاکھ نوے ہزار مربع کلو میٹر علاقہ پر پھیلا ہوا ہے۔اور 35 لاکھ کی آبادی پر مشتمل ہے ۔اس کا مرکز ریاض ہے۔۔مملکت سعودیہ عریبییہ کے قلب میں واقع صحرائی قطعہ نجد ہے۔

المنجد حصہ تاریخ ص 706 جلد 2

۳۔

اکبر شاہ نجیب آبادی لکھتے ہیں۔

ربع خالی کے شمال میں بہ مربع نجد کا وسیع صوبہ ہے۔جس کے مشرق میں صوبہ بحرین مغرب میں صوبہ حجاز اور شمال میں صحرائے شام واقع ہے۔نجد کے جنوبی ومشرقی حصہ کا نام یمامہ ہے۔

تاریخ اسلام حصہ اول ص 52

نجد کا مطلب کیا ہے؟؟؟؟؟؟؟

عربی زبان میں نجد اس جگہ کو کہتے ہیں جو سطح مرتفع سے بلند ہو اور پست ونشیبی زمینوں کے برخلاف ہو۔

شیخ احمد بن حجر قاضی قطر۔۔۔۔۔۔۔حیات ابن عبدالوھاب ص 110

نجد سے مراد حجاز،عراق شام یمن اور تہامہ کے وسطی علاقے کو نجد کہتے ہیں۔

اٹلس آف اسلامک ہسٹری۔

نجد ایک خاص علاقے کا نام ہے اور اس کی حد بندی اس طرح کی گئی ہے کہ اس کے ایک طرف یمن دوسری طرف عراق وشام اور مغرب کی طرف حجاز واقع ہے۔اور نجد کو نجد کہنے کیوجہ اس کی بلندی

ہے۔بخلاف عراق کے کہ اسے عراق کہنے کیوجہ سطح سمندر کے قریب اور دوسرے علاقوں کی نسبت گہرائی میں ہونا ہے۔

عراق کا علاقہ اور وجہ تسمیہ

لیکن مشہور عراق وہ کئی شہروں پر مشمتل ہے۔عراقان بول کر کوفہ اور بصرہ مرار لیتے ہیں۔عراق کو عراق اس لئے کہتے ہیں کہ یہ عراق القربۃ سے ماخوذ ہے۔مشکیزے کا نیچے والا سوراخ خرز جسے دوہرا کیا جاتا ہے۔عرب کی سر زمیں کی نسبت گہرائی میں واقع ہے اور سطح سمندر کے قریب ہے۔

ابوالقاسم زجاجی فرماتے ہیں کہ ابن عربی نے فرمایا کہ عراق کو عراق کہنے کی وجہ یہ ہے کہ نجد کی نسبت پست و نشیب علاقہ ہے اور سمندر کے قریب ہے ۔یہ عراق القرب سے ما خوذ ہے۔یعنی مشکیزے کا نیچے والا سوراخ۔

علامہ یا قوت حموی مجم البلدان ص 93

’

اور جسے اللہ لعنت کرے تو ہر گز اس کا کوئی مدد گار نہ پائے گا۔

النساء 52

لعنة الله على الكاذبين

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

☆ کیلے (جانوروں کے منہ میں آگے کی طرف والے وہ دو دانت جن سے وہ شکار پکڑتا ہے) والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہو حرام ہے۔ جیسے شیر، گیدڑ، لومڑی، بکو، کتا وغیرہ کہ ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔ اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ شکار نہیں کرتا لہٰذا وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ (درمختار)

کیلے {جانوروں کے منہ میں اگے کی طرف والے دانت جن سے وہ شکار پکڑ تا ہے۔} والا جانور جو کیلے سے شکار کرتا ہے وہ حرام ہے۔جیسے شیر،گیدڑ،لومڑی کتا وغیرہ۔ان سب میں کیلے ہوتے ہیں اور شکار بھی کرتے ہیں۔اونٹ کے کیلا ہوتا ہے مگر وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ {در مختار}

یہ ایک مسلّم حقیقت ہے جس کا نہ سابق دور میں
کسی کو انکار تھا نہ دورحاضرہ میں کسی مدعی اسلام کو انکار ہے کہ انسان کی روح نہیں مرتی وہ جیسے عالم بالا سے جلوئہ ربانی کی حیثیت انسان کے بدن میں آئی ویسے ہی جسم سے نکل کر عالم بالا میں چلی گئی اورکافر کی روح سجین میں مقید ہوگئی ۔ اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ روح نہیں مرتی" میں پڑھئے ۔
عام انسان کی روح جسم سے نکل جانے کے باوجود
(علیین میں ہو جیسے اہل ایمان کی روح یا سجین میںجیسے کفار کی روح) قبر میں پڑے ہوئے جسم سے قوی رابطہ رہتاہے جیسے بجلی کاکرنٹ ، کہ جونہی قبر پر جانے والا جاتاہے اوراسے سلام کرتاہے توروح

اسے جانتی پہچانتی اورسلام کا جواب دیتی ہے ۔ تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ روح جانتی پہچانتی ہے " ۔

مرنے کے بعد اجسام کی کیفیت

اہلسنّت کے نزدیک انبیاءعلیٰ نبیناوعلیہم السلام
کے اجسام مبارکہ مع الروح حیاۃ حسّی حقیقی کے ساتھ مزارات میں
زندہ موجود ہوتے ہیں ان پر موت کاورود ہوا لیکن صرف ایک آن کے
لئے پھر ان کی ارواح ان کے اجسام میں واپس تشریف لاتی ہےں۔ اما م
احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے حدائق بخشش میں فرمایا
انبیاءکو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
اس کی مفصل شرح فقیر کی تصنیف الحقائق فی
الحدائق جلد نمبر۱" میں پڑھئے ،مخالفین تما م انبیاءعلیہم السلام کی
حیاتِ برزخی کے قائل ہیں بلکہ ان کے بعض اتنا بے باک ہیں کہ
کُھلم کھلا کہہ دیتے ہیں کہ وہ مرکر مٹی میں مل گئے ۔(معاذ اللہ)

احادیث حیات الانبیاءعلیہم السلام

حدیث شریف بخاری ومسلم میں اس طرح ہے (۱)
قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم رانی فی المنام فسیر انی فی الیقظۃ ولا یتمثل الشیطان بی ۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا جس نے سوتے میں میری زیارت
کی تو عنقریب جاگتے میں بھی میری زیارت سے مشرف ہوگا۔ شیطان
کوشش کے باوجود بھی میری شکل اختیار نہیں کرسکتا ہے ۔
(بخاری شریف ج۲ص۱۰۳۵۔مسلم شریف ج۲ص۲۴۲)

فائدہ: یہ حدیث اپنے مفہوم میں اتنی واضح ہے کہ اس کا انکار صرف وہی شخص کرے گا جس کے دل پر مہر لگ چکی ہوگی ۔ اس حدیث شریف سے چھ باتیں ثابت ہوئیں ۔

۱) شیطان عالم خواب اور بیداری میں حضور ﷺ شکل اختیار نہیں کرسکتاہے ۔

۲) سوتے اور جاگتے میں جس نے حضور ﷺ زیارت کی ۔ وہ حضورہی کی زیارت سے مشرف ہوا۔ کسی خبیث جن یا شیطان کو اس نے نہیں دیکھا۔

۳) یہ فرمانِ عالی تمام امت ِمسلمہ کے لئے نوید اوربشارت ہے ۔ چاہے وہ صحابہ کرا م ہوں یا پندرہ سو سال بعد آنے والا امتی ۔ کیونکہ سرکار ﷺ یہ نہیں فرمایا کہ اے میرے صحابہ یہ فرمان صرف تمہارے لئے ہے ۔ تمہارے بعد والے امتیوں کے لئے نہیں ۔

۴) جس نے سرکار ﷺ کی خواب میں زیارت کی تو سرکار ﷺ اس بات کا علم ہوجاتاہے کہ وہ میری زیارت کررہا ہے ۔ اسی لئے توجاگتے میں بھی اس کو اپنی زیارت سے مشرف فرماتے ہیں ۔

۵) یہ حدیث حیات النبی کی بہت بہترین دلیل ہے کہ قبر انور میں جانے کے بعد بھی جہاں چاہنا اورجس کو چاہنا زیارت کروادینا یہ حضو ر ﷺ کے لئے ممکن ہی نہیں بلکہ ثابت بھی ہے جیسا کہ بے شمار بزرگانِ دین کے واقعات مشہور اور برزبانِ خلقِ خدا ہیں ۔

٦) یہ نہیں فرمایا کہ جس نے خواب میں میری زیارت کی تو جاگتے میں فقط ایک مرتبہ ہی میری زیارت سے مشرف ہوگا بلکہ مفہوم حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس نے خواب میں ایک مرتبہ زیارت

کرلی توجاگتے میں اسے ضرور زیارت نصیب ہوگی ۔ اب یہ سرکار ﷺ کرم پرمنحصر ہے کہ جاگتے میں‌کتنی مرتبہ زیارت کرواتے ہیں ۔

۷) جب حضو رﷺ یہ ارشاد فرمایا کہ تمہارا صلوٰۃ وسلام مجھ پر پیش کیا جاتاہے اورمیں اسے سنتا ہوں اوراس کا جواب بھی دیتاہوں توصحابہ کرام نے عرض کیا کہ سرکار ﷺ بعد الوصال بھی ؟ (آپ ہمارے درود وسلام کو ملاحظہ فرمائیں گے) توسرکار ﷺ ارشاد فرمایا:
ان اللّٰہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاءصلوٰۃ اللّٰہ علیھم ۔
ترجمہ: بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاءکے جسموں کو کھائے ۔
ابو داود ص ۱۵۱ ج ۱، مسند امام احمد ص ۸ ج ۴)

قابل توجہ امر یہ ہے کہ روح بھی سنتی ہے اوربرزخی حیات کا تعلق بھی درحقیقت روح کے ساتھ ہوتا ہے ۔ اگر چہ جسم گل سڑ بھی کیوں نہ جائے لیکن روح باقی رہتی ہے ۔اس لئے صحابہ کرام کے جواب میں حضور ﷺ فقط اتنا بھی فرما سکتے تھے کہ ہاں میں تمہارے صلوٰۃ وسلام کو سنوں گا۔ یعنی میری روح سُنے گی مگر ان کے جواب میں یہ فرمانا کہ اللہ عزوجل نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے ۔ یہ اس بات پر دلالت کرتاہے کہ قبر انور میں جانے کے بعد انبیاءکرام کی حیات فقط برزخی نہیں بلکہ دنیاوی وجسمانی بھی ہے اور وہ اپنے کانوں سے سنتے ہیں۔

خلاصه یه که انبیاءکرام علیہم السلام کے اجسام
صحیح وسالم رہنے پر احادیث صریحه دال ہیں جن کا کسی طرح انکار نہیں
کیا جاسکتا۔

درود شریف

درود فارسی زبان کا لفظ ھے۔ جسکے معنی دعاکے ھیں۔ عربی میں اسے صلوۃ
کہتے ھیں۔ یه اگر الله کی طرف سے ھوتو رحمت۔۔ ۔۔۔ فرشتوں کی طرف سے
ھوتو استغفار۔ ۔ ۔۔۔۔۔۔ انسانوں کی طرف سے ھوتو دعا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حیوانوں کی
(طرف سے ھوتو تسبیح۔۔۔۔۔۔۔۔ (فیروزاللغات فارسی

" بیشک الله اور اسکے فرشتے درود بھیجتے ھیں اس نبی پر اس لیے اے ایمان
والو تم بھی آپ صلّی الله علیه وسلّم پر درود اور خوب سلام بھیجو۔" (
سورۃ احزاب آیت نمبر 56)

اس آیت سے پته چلتا ھےکه الله اور اسکے فرشتے بھی آپ صلّی الله علیه
وسلّم پر درود بھیجتے ھیں۔ اور ھمیں بھی درود اور سلام بھیجنے کا حکم
فرماتے ھیں۔

ایک بار درود شریف پڑھنے سے دس نیک یاں ملتی ھیں۔ دس گناہ معاف ھوتے ھیں اور دس درجات بلند ھوتے ھیں۔
جب بھی مجلس میں بیٹھیں تو ایک بار لازمی درود شریف پڑھیں ۔
جمعہ کے دن بکثرت درود شریف پڑھناچاھیےے۔
ھم کو صلوۃ اور سلام کاحکم دیا گیاھے۔ درود شریف مکمل وہ ھے جسمیں صلوۃ اور سلام دونوں ھوں۔ نم از میں درود ابراہیمی میں سلام نہیں ھےکیونکہ سلام پہلے الت ّحیات میں(الس ّلام علیک ای ّھاالن ّبی) ھوچکا ھوتاھے۔ مگر نماز کے باہر وہ درود پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے جس میں درود اور سلام دونوں ھوں۔ کیونکہ ھمیں درود اور سلام کا حکم دیاگیاھے۔

اذان سے قبل درود شریف

ابو داؤد شریف میں حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے " روایت کی ھےکہ مدینے میں میرا مکان بلندترین مکانوں میں سے تھا----------
حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ اذان سے قبل چند کلمات دعائیہ کہہ کر پھر اذان دیتے تھے۔وہ کلمات دعائیہ یہ ھیں۔
ترجمہ:" اے اللہ عزّوجل تحقیق میں تیری حمد کرتاھوں تجھ سے مدد چاہتاھوں، اس بات پرکہ اہل قریش آّپ کے دین کوقائم کریں۔
اس سے ثابت ھواکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ نماز سے پہلے دعا مانگاکرتے تھے۔ جبکہ درود اور صلاۃ کا مطلب بھی دعا ھے تو پھر دعا کوئی بھی ھو مانگی جاسکتی ھے۔ پھر وہ دعا کیوں نہ کریں جس کو اللہ اور اسکے فرشتے خود بھی کرتے ھیں اور ایمان والوں کوبھی کرنے کا حکم کرتے ھیں۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ھےکہ میں نے عرض کی یا

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میں آپ پر درود پڑھتاھوں تو کتنا درود مقرر کروں؟ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جتنا چاھو--- میں نے عرض کیا چہارم؟ فرمایا جتنا چاھو---- اگر درود بڑھادو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ھے--- میں نے کہاکیاآدھا--؟ فرمایا جتنا چاھو اگر درود بڑھادو تو یہ تمہارے لیے بہتر ھے--- میں نے کہا میں سارا درود ہی پڑھوں گا--- فرمایا--- تب تمہارے غموں کو کافی ھوگا اور تمہارے گناہ مٹ جائیں گے۔" ترمذی، مشکوۃ شریف)

ہر اس مجلس میں جس میں باربار حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نام آتاھو اس میں ایک بار درود شریف پڑھنا واجب ھے

حدیث شریف ھےکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایاکہ قیامت کے دن تین شخص عرش الہی کے سایہ میں ھونگے۔ جس دن اسکے سایہ کے بغیر اور کوئی سایہ نہیں ھوگا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم وہ خوش نصیب کون ھونگے؟ فرمایاکہ
پہلا وہ جس نے میرے کسی مصیبت زدہ امتی کی پریشانی دور کی۔
دوسرا وہ جس نے میری سنّت کو زندہ کیا۔
تیسرا وہ شخص جس نے مجھ پر درود پاک کی کثرت کی۔ القول البدیع ص 123، سعادۃ الدّارین ص 63)

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ھےکہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خطبہ دیتے ھوئے دوران خطبہ فرماتے سنا، بندہ جب تک مجھ پر درود پاک پڑھتا رہتاھے اللہ تعالی کے فرشتے اس پر رحمتیں نازل کرتے

رہتے ھیں۔ اب تمہاری مرضی ھے کہ تم مجھ پر درود پاک کم پڑھو یا زیادہ۔(القول البدیع ص114)

نبی صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایاکہ مجھ پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا نفلق کو دور کرتاھے۔ (مکارم الاخلاق ص 116 مطبوعہ مصر)

غیراللہ سے مدد طلب کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

راناصاحب تمام اہلسنت والجماعت کا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ مافوق الاسباب امور غیر عادیہ میں کسی کو مشکل کشا حاجت روا مدد گار و معین یا کسی ذات کو مختار کل سمجھنا شرک ہے ۔اور امور عادیہ میں کسی سے مدد طلب کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسے کسی سے پانی یا قرض یا کھانا وغیرہ کوئی اور چیز طلب کرلی۔
حاجت روا ،مشکل کشا،دستگیر کے الفاظ اپنے مدلول حقیقی کے اعتبار سے نہ تو بذات خود شرکیہ ہیں نہ ان میں شرک والا معنی پایا جاتا ہے مثلا حاجت روا کا معنی ہے مطلقا کسی کی کوئی حاجت ضرورت پورا کردینا مشکل کشا کسی کی کوئی مشکل حل کردینا دستگیر مدد کرنا وغیرہ وغیرہ مگر چونکہ ہمارے ہاں برصغیر میں شیعہ اور بریلوی حضرات ان الفاظ کو ایسے مفہوم و مدلول پر استعمال کرنا شروع کردیا جو صراحۃ شرک ہیں اس لئے ہم اللہ کے سوا کسی اور ہستی پر ان الفاظ کے اطلاق کو درست نہیں سمجھتے چنانچہ جب کوئی بریلوی کسی پیر یا ولی یا غوث کو مشکل کشا کہتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ ہستی عالم الغیب،حاضر و ناظر ،اور مختار کل سمجھتا ہے ۔اور یہ شرک بلکہ کفر ہے ۔غرض شرک ان الفاظ میں نہیں بلکہ

ان الفاظ کو جو عوارض لاحق ہوگئے ہیں اس کی وجہ سے ہے۔

السلام علیکم
محترم جناب
سب سے پہلے تو میں آپ سے معازرت خواہ ہوں ک جب آپ نے جواب دیا تو میں مصروف ہو گیا ظاہر ہے دنیا آزمائشوں کا گڑھ ہے اس لیے میں صحیح وقت پر پوسٹ نا کر سکا
اب آتے ہیں ٹاپک کی طرف سب سے پہلے تو میں آپ کو بتا دوں کہ آپ نے جتنی بھی باتیں کی
ان میں سے کسی ایک کا بھی حوالہ نہیں دیا مثلاً سب سے پہلے آپ نے کہا کے عالم الغیب ، مختار بریلوی حضرات جب کسی سے مدد مانگتے ہیں تو اسے تو کیا آپ نے اتنے اہم اختلاف پر حوالہ دیا یہ کل یا حاظر و ناظر کہتے ہیں بس سر سے بات گھمادی ؟
آپ کا جواب میں لکھا ہے کہ
آپ بھی غیراللہ سے مدد مانگنے کے حق میں ہیں یعنی اختلاف صرف عالم الغیب ، مختار کل یا حاظر و ناظر
کے ہونے یا نا ہونے پر ہے تو اب میں اس کی بھی وضاحت کر دیتا ہوں

عالم الغیب؟؟؟

میں نے اپنی زندگی میں آج تک کسی بریلوی مولانا سے یہ نہیں سنا کہ کسی نے حضور ﷺ کو عالم الغیب کہا ہو اب آپ نے الزام لگایا ہے تو حوالہ پیش کریں
علم غیب
غیب کا جاننے والا وہی ہے ، سو وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا ہاں ، مگر اپنے کسی برگزیدہ پیغمبر کو (سورہ جن 26)
بس اس آیت ک مطابق ہمارا آپ ﷺ کے علم غیب کے بارے میں عقیدہ ہے

مختار کل؟؟؟

عالم الغیب کی طرح یہ بھی آپ نے الزام ہے لگایا ہے یا آپ ا ہل سنت سے تعصب میں اتنا اگے جا چکے ہیں ۔۔۔۔

حوالہ پیش کرتا ہوں اس پر میں آیت الکرسی کا کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش کر سکے ؟ (سورہ بقرہ 255)

اب ہمارہ عقیدہ ہے کی آپﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے جیسے یہ حدیث میں ہے کہ

ایک شخص آپﷺ کے پاس آیا اور کہا میں صرف دو نمازیں ہی پڑھوں گا پھر اسلام قبول کروں گا آپﷺ نے نے کہا ٹھیک ہے تو 2 نمازیں ہی پڑھ لینا (تو اس نے اسلام قبول کر لیا (مشکوٰۃ

اب اپ بتایں ایک اللہ کی طرف سے فرض عبادت میں آپﷺ نے رعایت عطا کردی یا آ پﷺ جانتے تھے یہ بعد میں 5 نمازیں پڑھنا شروع کر دیگا

میں آپ سے ڈیمانڈ کرتا ہوں ک اگر کسی بریلوی مولانا نے آپﷺکو مختار کل یا عالم الغیب کہا ہے تو حوالہ پیش کریں ؟؟

حاظر و ناظر

حاظر کا معنی : موجود، جو سامنے ہو

ناظر کا معنی : دیکھنے والا، مشاہدہ کرنے والا، نظر ڈالنے والا

اب ہمارہ یہ عقیدہ ہے کہ آپﷺاپنی قبر مبارک میں حاظر ہیں اور پورے جہان پر ناظر ہیں یعنی پورے جہان کو دیکھ رہے ہیں یا دیکھ سکتے ہیں

آپﷺکے ناظر ہونے کے بارے میں صحیح بخاری کی ایک حدیث پیش کرتا ہوں

آپﷺنے فرمایا میں تمہارپیش رو ہوں اور تمہارہ گواہ ہوں اور خدا کی قسم میں اس وقت حوض جام کوثر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں

(978بخاری کتاب الحوض جلد ۲ صفحہ)

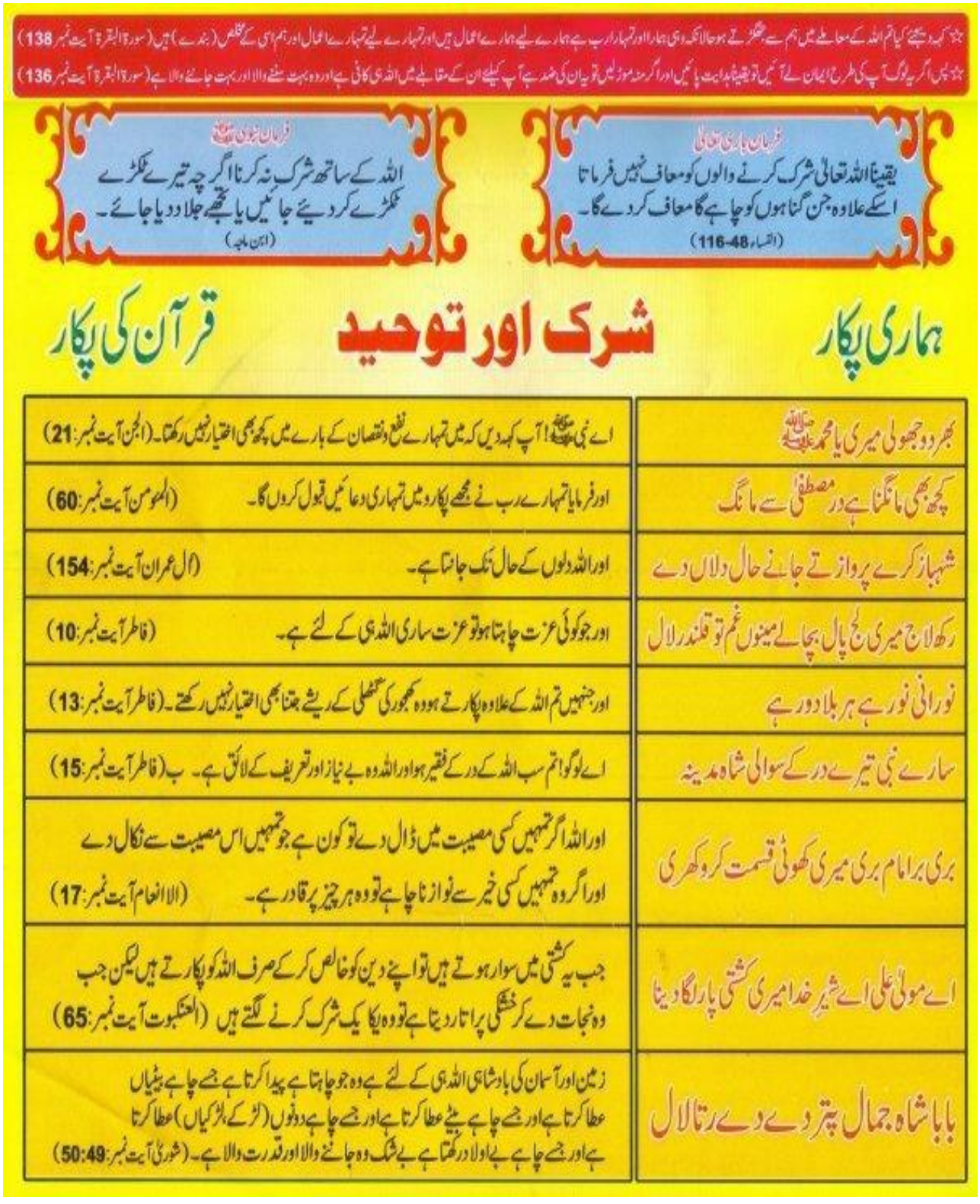
قیامت تو ابھی قائم بھی نہیں ہوئی لیکن آپؐ ناظر تھےیا
؟؟ قیامت پر تو کیا اس جہان ہپ ناظر نہیں ہو سکتے
دوسرا معراج کا واقعہ تو آپ کو بھے پتہ ہو گا کے تمام انبیاء وصال کے بعد مسجد اقصیٰ میں حاظر تھے اور آسمانوں پر بھے حاظر تھے لیکن آپ کو صر ف آپؐکے حاظرو ناظر ہونے پر ہی اعتراض ہے تو کیا جواب ہے آپ کا ؟
اور قرآن میں آپؐکو شاہد کہا گیا ہے اس ک بارے میں آپ کا کیا جواب ہے
؟؟

[QUOTE]اسی طرح سمجھیں کہ جب آپ کسی کو مختار کل مان کر مشکل کشا کہیں گے تو ممنو ع اور اگر ایسا نہیں تو جائز ہمارے بھائی نے اسی معنی کو کفر کہا جو آپ سمجھتے ہیں یعنی جس معنی میں آپ اولیاءاللہ سے مد د طلب کرتے ہیں وہ شرک ہے اس معنی میں مدد صرف اللہ کرتا ہے ۔[/QUOTE]

غیر اللہ سے مدد مانگ سکتے ہیں لیکن مدد آپ نے کہا مانگنے والے کا یہ عقیدہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپؐعالم الغیب ، مختار کل یا حاظر و ناظرہیں تو آپ اس بات کو اپنے کسی فتوے سے ثابت کریں یہ کسی معتبر دیوبندی مولانا سے ہی ثابر کر دیں جس نے غیر اللہ سے مدد مانگنے کے ساتھ یہ 3 شرائط لگائی ہوں ؟؟؟؟؟

پھر آپ نے کہا کے فرشتوں سے آپؐنے مدد مانگی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مدد ک لیے بھیجا
لیکن آپ کے مولانا زکریا صاحب تو ڈائریکٹ آپؐسے مدد مانگ رہے ہیں جس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں

شرک و توحید کے پوسٹر کا جواب



قرآن کے معنی بدلنے والوں سے بچو

اس اشتہار میں عامۃ المسلمین کو پریشان کرنے کے لئے بعض آیات قرآنی کا بیجا اور بے موقع استعمال کر کے معنوی تحریف کا ارتکاب کیا گیا ہے، اسلامی تعلیمات کو مسخ کر کے پیش کرنے والوں کا سدباب کرنے کے لئے ہم اُن کی پیش کردہ آیات کی وضاحت کرتے ہیں۔

آیت نمبر ۱۔ ''اے نبی ان سے کہہ دیجئے کہ میں تمہارے نفع ونقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتا'' (سورۃ الجن: آیت ۲۱)

آیت میں لَا اَمۡلِکُ ہے، اس کا معنی دیگر آیات کی روشنی میں یہ بنتا ہے کہ میں تمہارے نفع نقصان کا مالک حقیقی نہیں ہوں، ورنہ قرآن پاک میں کشتی اور لوہے کا نفع بخش ہونا موجود ہے (سورۃ بقرہ: آیت ۱۶۴۔ سورۃ الحدید: آیت ۲۵)، شراب اور جوئے کا نافع ہونا مذکور ہے (سورۃ بقرہ: آیت ۲۱۹)، جانوروں کا نفع بخش ہونا مذکور ہے (سورۃ النحل: آیت ۵)، تعجب ہے کہ اللہ کا محبوب نفع بخش نہ ہو، آپ ﷺ ہر دور اور ہر جگہ کے ہر ایمان والے پر رحمت فرما رہے ہیں (سورۃ توبہ: آیت آخری)، بلکہ عالمین کے لئے رحمت کے قاسم آپ ہیں (سورۃ الانبیاء: آیت ۱۰۷)، ظاہر ہے کہ رحمت نفع پہنچاتی اور نقصان سے بچاتی ہے۔

آیت نمبر ۲۔ ''تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری فریاد سنوں گا'' (سورۃ المومن: آیت ۶۰)

آیت میں دُعا مانگنے کا ذکر ہے یعنی کسی کو معبود مان کر پکارنا، مانگنا، سوال کرنا۔ دُعا اللہ سے مانگی جاتی ہے البتہ بندوں سے دُعا منگوائی جاسکتی ہے، وسیلہ مان کر نبی ولی سے سوال کرنا جائز ہے واما السائل فلا تنھر (سورۃ الضحیٰ: آیت ۱۰) سوالی اور منگتے کو مت جھڑکنا۔ اُس پر سخت کلام یا فتویٰ نہ لگانا اُس پر رحمت و مہربانی و کرم کرنا۔

آیت نمبر ۳۔ ''اور اللہ دلوں کے حال جانتا ہے'' (سورۃ تغابن: آیت ۴)

اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ مخلوق کو کشف قلوب کی طاقت اللہ نہیں دیتا۔ اللہ فرماتا ہے کہ فتری الذین فی قلوبھم مرض (سورۃ المائدہ: آیت ۵۲) رایت الذین فی قلوبھم مرض (سورۃ محمد: آیت ۲۰) یعنی آپ اُن لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے، کشف قلوب کے معجزے اور کرامات بے شمار ہیں، بلکہ شیاطین وخناس بھی دلوں کے اندر نیکی اور برائی کے ارادوں سے آگاہی پا کر نیکی کے خلاف اور برائی کے حق میں یوسوس فی صدور الناس (لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا) کرتے ہیں۔ یہ مخالفین بے چارے کشف قلوب کی نعمت سے محروم ہیں۔

آیت نمبر ۴۔ ''اور اگر اللہ تمہیں کسی مصیبت میں ڈال دے تو کون ہے جو تمہیں اس مصیبت سے نکال دے، اور اگر وہ تمہیں کسی خیر سے نوازنا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے'' (سورۃ

الانعام: آیت ۱۷)

اس میں شک نہیں کہ خیر وشر اللہ کی طرف سے ہے، تاہم اللہ مسبب الاسباب ہے۔ اُس کی سنت یہی ہے کہ کسی سبب اور وسیلہ سے مصیبت بھیجتا ہے اور کسی سبب اور وسیلہ سے مصیبت دُور کرتا ہے اور خیر بھیجتا ہے۔ چنانچہ ہمارا مخالف بھی بخار یا سر درد یا کسی تکلیف میں (جو اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہے) ڈاکٹر یا حکیم یا متعلقہ سبب و وسیلہ کی طرف دوڑتا ہے۔ اُس وقت یاد نہیں رہتا کہ تکلیف اور مصیبت اللہ نے ڈالی ہیاَب اور کون نکال سکتا ہے اُسی دروازے پر جائیں۔ یہ تو سُنّی ہے کہ سبب اور وسیلے کو بھی اللہ مسبب الاسباب کا دروازہ سمجھ کر حاضر ہوتا ہے۔

آیت نمبر ۵۔ ''عزت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے'' (سورۃ فاطر: آیت ۱۰)

مخالفین نے یہ آیت تو پڑھی مگر دوسری آیت چھوڑ گئے کہ ''عزت اللہ کے لئے ہے اُس کے رسول کے لئے ہے اور ایمان والوں کے لئے ہے مگر منافق نہیں جانتے'' (سورۃ المنافقون: آیت ۸)

اِن بے چاروں کو کیا پتہ کہ مومن کی عزت و تعظیم رسول اللہ ﷺ کی عزت و تعظیم ہے اور آپ ﷺ کی عزت و تعظیم اللہ تعالیٰ کی عزت و تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کی عزت و تعظیم کا کافروں، بتوں اور منکروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آیت نمبر ۶۔ ''اور جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے''(سورۃ فاطر: آیت ۱۳)

آیت میں لایملکون من قطمیر کا تعلق صاف صاف بتوں سے ہے، ملکیت مجازی سے صرف اور صرف بت ہی محروم ہیں۔

آیت نمبر ۷۔ ''اے لوگو! تم سب اللہ کے در کے فقیر ہو اور اللہ تو غنی اور حمید ہے''(سورۃ فاطر: آیت ۱۵)

مخالفین اس آیت کو سمجھنے کے لئے قرآن پاک کا یہ مقام بھی سامنے رکھتے تو ٹھوکر نہ کھاتے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ(سورۃ التوبۃ: آیت ۷۴) اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دیا۔ دیتا اللہ ہے مگر دیتا اپنے رسول کے ہاتھ سے ہے۔

آیت نمبر ۸۔ ''جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کر کے اللہ کو پکارتے ہیں لیکن جب وہ نجات دے کر خشکی پر اُتار دیتا ہے تو یکا یک شرک کرنے لگتے ہیں(سورۃ العنکبوت: آیت ۶۵)

اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرکین نے مشکل اور آسان کاموں کی تقسیم

کر رکھی تھی، مشکل کام میں اللہ کو پکارتے تھے اور آسان کام میں بتوں کو پکارتے تھے۔ ہمارے مخالفین نے اس تقسیم کو مافوق الاسباب مدد اور ماتحت الاسباب مدد کا نام دے کر قبول کر رکھا ہے، مگر کیا دیکھتے نہیں کہ ۸۰ گز لمبا اور ۴۰ گز چوڑا تخت بلقیس منگوانے کے لئے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے شاگرد سے مافوق الاسباب مدد لی تھی (سورۃ نمل: آیت ۴۰) یمن سے شام تک کا فاصلہ پلک جھپکنے کی دیر میں طے ہونا، اتنا وزنی تخت لانا، کیا ماتحت الاسباب مدد کے قبیل سے تعلق رکھتا ہے؟ ہمارا مخالف بے چارہ پریشان ہے کہ ''اے مولا علی اے شیر خدا۔ میری کشتی پار لگا دینا'' کیسے ممکن ہو سکتا ہے، کہاں کشتی کہاں تخت بلقیس، کہاں دیا کے ایک کنارے سے دوسرا کنارہ، کہاں یمن سے شام تک کا فاصلہ، کہاں حضرت سلیمان علیہ السلام کے صحابی حضرت آصف برخیا اور کہاں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کے صحابی حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ۔ ہمیں مخالفین کے ایمان پر حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیسا ایمان ہے؟

آیت نمبر ۹۔ ''.....جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے.....(سورۃ شوریٰ: آیت ۵۰)

یہ حق ہے اور یہ بھی حق ہے کہ دیتا اللہ ہے مگر دیتا وسیلے اور سبب سے ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے پاس توحید کا پیغام لانے والا جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام سے کہتا ہے "تا کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں (سورۃ مریم: آیت ۱۹) حضرت خضر علیہ السلام جن کی نبوت میں اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ فاردنا ان یبدلھما ربھما خیرا منہ(سورۃ الکہف: آیت ۸۱) ہم نے ارادہ کیا کہ اُن کا رب اُن کو بہتر اولاد دے۔ دیتا اللہ ہے مگر ارادہ خضر کا ہے۔ دیتا رب ہے مگر جبرئیل کے ہاتھ سے دے رہا ہے۔ ہمارا مخالف بھی آسمان سے نہیں گرایا گیا بلکہ ماں باپ کے واسطے اور وسیلے سے دنیا میں آیا ہے، مخالف کا باپ بھی نہیں کہہ سکتا کہ مجھے بیوی کے وسیلے کے بغیر بیٹا ملا ہے اور مخالف کی ماں بھی اُمید ہے نہیں کہہ سکتی کہ مجھے شوہر کے وسیلے کے بغیر یہ بیٹا ملا ہے جو محبوبان خدا کے خلاف اشتہار بازی کر رہا ہے۔

صحابہ واولیاءکے اجسام

احادیث:

صحابہ کرام اور اولیاءکرام کا معاملہ توان کے اجسام میں سے جس کو اللہ تعالیٰ باقی رکھنا چاہے وہ اس پر قادر ہے ۔

۱) کتاب الجنائز بخاری جلد اوّل میں ہے:

عن عروۃ بن زبیر لما سقط علیہم الحائط فی زمان الولید بن عبد الملک اخذ وانی بناءہ فیدت لھم قدم ففزعواوظنوا نھاقدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وجدوا احدا یعلم ذالک حتی قال لھم عروۃ لاواللہ ماحی قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا قدم عمر ۔

(بخاری شریف ص۶۸۱)

ترجمہ: حضرت عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ ولید بن عبدالملک کے زمانے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کی دیوار گر گئی تووہ حضرات اس کو بنانے لگے انہیں ایک قدم نظر آیا (پنڈلی گھٹنے تک) تووہ گھبرا گئے اور انہوں نے گمان کیا کہ یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم قدم انور ہے تواس وقت انہیں کوئی بھی ایسا شخص نہ ملا جو اس حقیقت حال سے آگاہ کرسکتا۔ یہاں تک کہ حضرت عروہ بن زبیر جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے انہوں نے فرمایا کہ قسم بخدا یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم پاک نہیں ہے بلکہ یہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے ۔

فوائد الحدیث:

۱) حضور ﷺ قبر انور حجرے میں ہے اور آپ زندہ بحیات حقیقی ہیں۔ صحابہ تابعین حضرات کا یہ کہنا کہ نبی پاک ﷺ قدم انور ہے ۔ اس بات پر دلالت کرتاہے کہ وہ سرکار ﷺ جسمانی حیات کے قائل تھے ۔

۲) یہ واقعہ ولید بن عبدالملک کے زمانے کا ہے جو حضور ﷺ چھہتر سال بعد اورحضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے تریسٹھ سال بعد خلیفہ بنایا گیا تھا۔ اتنے برس گزر جانے کے بعد بھی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک میں ذرا سا بھی تغیر وتبدل نہ ہوا۔ اورحضرت عروہ بن زبیر فوراً پکارا ٹھے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک ہے حضور کا نہیں ۔

۳) حضور ﷺ ذات ِوالا صفات توبہت ارفع واعلیٰ ہے ۔ یہاں توسرکار ﷺ خلیفہ دوم کا جسم تک صحیح سالم ہے چہ جائیکہ سرکار ﷺ جسم انور کے متعلق بیہودہ اور لغوبات بکی جائیں ۔

لطیفہ عجیبہ:

حضرت غزالی زمان علامہ سید احمد سعید شاہ

صاحب کاظمی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں مسجد نبوی شریف میں نجدیوں کی جماعت کے بعد اپنے خود نماز پڑھ رہا تھا فراغت کے بعد مجھ سے ایک عربی نے کہا کیا آپ نے نماز لوٹائی ہے میں خاموش ہوگیا ۔اس نے خود کہا کہ میں نے لوٹائی ہے۔ میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ اس امام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ جسم قبر میں ہے اورروح اعلیٰ علیین میں یہ گمراہ امام ہے اس نے کہا کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جسم کو مٹی کھا گئی (معاذ اللہ) گویا وہ بدتر ین نجدی تھا۔

عن عبدالرحمن ابن ابی صعصعۃ انه بلغه ان عمروبن الجموح وعبداللّٰہ بن عمرو الانصاریین السلمیین کاناقد حفرا لسیل من قبر یھما وکان قبرا ھما مایلی السیل وکافانی قبر واحد وھما ممن استشھد یوم احد فحفر عنھما لیغیرا من مکانھما فوجد الم یتغیرا کانھما ماتا بالامس وکان احدھما قد جرح فوضع یدہ علیٰ جرحه فدفن وھو کذالک فامبطت یدہ عن جرحه ثم ارسلت فرجعت کما کانت وکان بین احد وبین یوم حفر عنھما ست اربعون سنۃ ۔

(موطا امام مالک ص۲۸۴)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمان بن ابی صعصعه فرماتے ہیں که انہیں یه خبر پہنچی که قبیله بنو سلم کے انصاری صحابه میں سے حضرت عمرو بن جموح اورعبدالله بن عمرو کی قبر کے بعض حصّہ کو سیلاب بہالے گیا اوریه دونوں ایک ہی قبر میں تھے یه دونوں حضرات جنگ اُحد میں شہیدہوئے تھے ان کی قبر کو کھودا گیا تاکه ان کی قبر کسی دوسری جگه بنائی جائے توان کواس حالت میں پایا گیا که گویا کل ہی ان کا وصال ہوا ہے ۔ ان میں سے ایک زخمی تھے ۔ا نہوں نے اپنا ہاتھ زخم پر رکھ لیا تھا۔ اوراسی حالت میں دفن کردئیے گئے تھے پھران کا ہاتھ زخم سے ہٹا یا گیا اسے پھر چھوڑا گیا تو وہیں لوٹ آیا جہاں پہلے تھا۔ جنگ اُحد اوران کی قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصه گذر چکا تھا۔ (موطا امام مالک صفحه۲۸۴)

فوائد الحدیث:

۱) یه واقعه غزوئه احد کے چھیالیس سال اورحضور ﷺ وصال کے اڑتیس سال بعد ظہور پذیر ہوا۔ اس وقت بھی لوگوں کا عقیده یہی تھا که ان اصحاب کرام رضوان الله علیہم اجمعین کے اجساد صحیح سالم ہوں

گے تبھی توان کے جسموں کو کسی اور جگہ رکھنے کے لئے ان کی قبر کو کھودا۔

۲) شہداءاحد کی قبریں اتنی واضح کرکے بنائی گئی تھیں کہ چھیالیس سال بعد ان کی قبروں کے نشان نمایاں تھے کہ انہیں پہچان لیا گیا۔

۳) صحابی کے ہاتھ کوہٹائے جانے کے باوجود اس کا واپس اسی جگہ آجانا ان کی جسمانی حیات کی واضح دلیل ہے ۔

۴) ان کا جسم عام لوگوں کے جسم کی طرح نہ اکڑا اور نہ گلا سڑا ۔الحمد للّٰہ علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

﴿فضائل اولیاء﴾

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واعلمو ان اللہ المتقین(پارہ ۲)اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کے ساتھ ہے۔

مزید فرمایا

والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما ☆اور وہ جو رات کاٹتے ہیں۔اپنے رب کے لئے۔

قرآن پاک میں کئی مقامات پر اولیاء کرام کی شان بیان کی گئی ہیں۔

﴿احادیث مبارکہ﴾

زمین میں مقبولیت :۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امام الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے۔تو جبریل علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے۔اے جبریل میں فلاں بندے سے محبت فرماتا ہوں۔تم بھی اس سے محبت کرو۔تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرتے ہیں،اور پھر حضرت جبریل علیہ السلام آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں۔اے آسمان والو اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے۔لہذا تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔پھر زمین پر بھی اس کو قبولیت حاصل ہو جاتی ہے۔

﴿بخاری شریف﴾

اعلان جنگ :۔

نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''جو بھی میرے ولیوں کے ساتھ دشمنی کرے گا تحقیق اس کو میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔

﴿مشکوۃ شریف﴾

ایمان برباد ہو گیا !!!

ایک روز امام ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمۃ وعظ فرمانے کے لئے بیٹھے۔ آپ کا وعظ سننے کے لئے کثیر مجمع جمع ہو گیا ۔مجمع میں سے ایک فقیہ (عالم) جو ابن سقا کے نام سے مشہور تھا اٹھ کھڑا ہوا اور اعتراضات کرنے شروع کر دیئے اور آپ کو اذیت دینے کے لئے کسی مسئلہ پر بحث شروع کر دی۔ امام ابو یوسف ہمدانی علیہ الرحمۃ نے اس جھڑک دیا اور فرمایا دفع ہو جا مجھے تیرے کلام سے کفر کی بو آتی ہے۔ شاید تیرا خاتمہ ایمان پر نہ ہو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شاہ روم کا سفیر خلیفہ وقت کے پاس آیا اور واپس جانے لگا تو ابن سقا اس کے ساتھ چلا گیا اور قسطنطنیہ پہنچ کر عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کا انتقال ہوا۔

ایک شخص اس کے قسطنطنیہ جانے کے بعد اس سے ملا تو دیکھا کہ ابن سقا زنار پہنے ہوئے اور ایک چنگھا ہاتھ میں لئے مکھیاں جھیل رہا ہے۔ ابن سقا قرآن کریم کا جید حافظ تھا اور خوش الحانی سے تلاوت کرتا تھا۔ اس شخص نے ابن سقا سے دریافت کیا کہ کیا اب بھی تم کو کلام پاک یاد ہے؟ ابن سقا نے جواب دیا کہ میں پورا کلام پاک بھول چکا ہوں صرف ایک آیت یاد رہ گئی ہے۔

ربما یود الذین کفروا لو کانو مسلمین ☆ بہت آرزو کریں گے کافر کاش مسلمان ہوتے۔

(ترجمہ کنز الایمان صفحہ ۴۷۱)

(تاریخ ابن خلکان ،حیات الحیوان)

تفسیر (مزید افادہ حکایت کے لئے)

مفسر قرآن صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یہ آرزو کریں گے وقت نزع عذاب دیکھ کریں گے جب کافر کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ گمراہی میں تھا یا آخرت میں روز قیامت کے شدائد اور احوال اور اپنا انجام وبال دیکھ کر رجاج کا قول ہے کہ کافر جب کبھی اپنے احوال عذاب اور مسلمانوں پر اللہ کی رحمت دیکھیں گے ہر مرتبہ آرزو کریں گے۔ (ترجمہ کنز الایمان مع تفسیر خزائن العرفان صفحہ ۴۷۱ مطبوعہ ضیاء القرآن)

تبصرہ :۔

پیارے اسلامی بھائیو!

اس واقعے سے ان کو کافی عبرت لینی چاہئے جو علمائے کرام و مشائخ عظام کی شان میں طرح طرح کی بے ادبیاں کرتے ہیں۔ کہیں ان بے ادبیوں گستاخیوں کی وجہ سے ایمان برباد نہ ہو جائے۔ کیونکہ مشہور مقولہ ہے۔ با ادب با نصیب۔ بے ادب بے نصیب

علمائے کرام سے بحث و مباحثہ کرنے و فقہی مسئلہ پوچھنے کے متعلق مفتی احمد یار خان نعیمی شرح مظلوم مرآۃ شریف میں حدیث

وعن ابی معاویۃ قال ان النبی (ﷺ) فنھیٰ عن الا غلو طات(رواہ ابو داؤد)

روایت ہے حضرت معاویہ سے فرماتے ہیں کہ نبی (ﷺ) نے معموں سے منع فرمایا(ابو داؤد)

کی شرح میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں۔

یعنی عوام پر فقہی مسئلے پیش کرنا اور انہیں حل نہ کرنا یا علماء کا ایک دوسرے کو ذلیل کرنے اور اپنی فوقیت ظاہر کرنے کے لئے شرعی مسئلے پوچھنا جائز ہے کہ یہ مؤمن کی ایذا کا سبب ہے طالب علموں سے ان کا ذہن تیز کرنے کے لئے استاد کا فقہی مسئلے پوچھنا بالکل جائز ہے یہ پوچھنا کہ وہ کونسا سفر ہے جس میں قصر نہیں یا وہ کونسی صورت ہے کہ نمازی اپنے گھر میں وقت نماز قصر پڑھے یا وہ کونسی صورت ہے کہ نماز پڑھی جائے تو نہ ہو بعد میں ٹوٹ کر دہرانی ہو جائے یا وہ کون بزرگ ہیں جن کی اپنی عمر چالیس سال جینے کی ایک سو بیس سال اور پوتے کی نوے سال اور بیٹوں بیک وقت زندہ ہیں اس قسم کے بہت سے مسئلے علامہ شامی وغیرہ نے ارشاد فرمائے اس سے ذہن تیز کرنا مقصود ہے نہ کہ کسی کو ذلیل کرنا۔

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح صفحہ نمبر 199جلد نمبر 1مکتبہ اسلامیہ)

علامہ دمیری اس واقعے کے بعد تبصرے کے طور پر حیوۃ الحیوان میں فرماتے ہیں۔(خلاصۃً ذکر کیا جا رہا ہے)

یہ شخص انتہا درجہ کے تکبر اعتقادی کی بدولت یہ شخص ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوا لہذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ مشائخ العارفین علماء العاملین اور اولیاء کرام کے بارے میں حسن ظن رکھیں اور امتحان لینے کی غرض سے مباحثہ نہ کریں۔(بلکہ علم حاصل کرنے کی غرض سے نامعلوم سوال کئے جائیں نہ کہ علماء کرام کی توہین و اپنی فوقیت ظاہر کرنے کے لئے)(حیوۃ الحیوان)

بقول شاعر

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی تو ارادت دیکھ ان کو ۔۔۔ یدبیضا لئے پھرتے ہیں آستینوں میں

تمنا درد دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی ۔۔۔ نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

رَبِّ أَوْزِعْنِیٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیٓ أَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحاً تَرْضٰهُ وَأَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْن

اے پروردگار مجھے توفیق عنایت کر کہ جو احسان تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کئے ہیں اُن کا شکر کروں اور ایسے نیک کام کروں کہ تو اُن سے خوش ہو جائے اور مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں داخل فرما۔

''جو شخص مومنوں کی (اجماعی راہ کو چھوڑ کر) کسی دوسری راہ کو اختیار کرے گا، ہم اسے اسی رخ پر پھیر دیں گے، جسے اس نے (از خود) اختیار کر لیا ہے اور اسے ہم جہنم میں جھونک دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ (النساء: 115)

محمد شاہ بادشاہ دہلی کے حضور مجمعِ علماء تھا، بعض کلمات منسوبہ باولیاء پر رائے زنی ہو رہی تھی، ہر ایک اپنی سی کہتا اور اعتراض کرتا ایک صاحب کہ اس جماعت میں سب سے اعلم تھے خاموش تھے، بادشاہ نے عرض کی: آپ کچھ نہیں فرماتے۔ فرمایا: یہ سب صاحب میرے ایک سوال کا جواب دیں تو میں کچھ کہوں۔ سب ان عالم کی طرف متوجہ ہوئے، انھوں نے فرمایا: آپ حضرات بولی کتے کی سمجھتے ہیں؟ سب نے کہا: نہ۔ کہا: بلی کی؟ کہا: نہ۔ کہا: سبحان اللہ تم مقر ہو کہ ارذل خلق اللہ کی بولی تم نہیں سمجھتے اولیاء کہ افضل خلق ہیں ان کا کلام کیونکر سمجھ لوگے!

بخاری شریف ۱/۳۶ { حدثنا قتیبۃ قال ثنا یزید قال ثنا عمر وعن سلیمان بن یسار قال سمعت عائشۃ ؓ وحدثنا مسدد قال ثنا عبدالواحد قال ثنا عمر وبن میمون عن سلیمان بن یسار قال سألت عائشۃ عن المنی یصیب الثوب فقالت کنت اغسل من ثوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیخرج الی الصلوٰۃ و اثر الغسل فی ثوبہ لقع الماء۔

"سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ منی کپڑے کو لگ جائے تو کیا کرنا چاہیئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو ہمیشہ دھوتی تھی تو آپ نماز کو تشریف لے جاتے اور پانی کا تر نشان آپ کے کپڑے میں ہوتا تھا۔

کیوں جی! اہلحدیث کے مدعیو! دیکھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی عنہا کا فیصلہ کہ میں ہمیشہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کو دھوتی تھی معلوم ہوا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منی کھرچ کر کپڑے سے نماز نہیں پڑھی ہمیشہ منی دھو کر نماز پڑھی ہے" دو گھنٹہ مناظرہ جاری رہا۔